Registered No. L 77 (توپاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی) رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷)

الحکم

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم

نمبر ۳۶ | قادیان دارالامن والامان - مورخہ ۲۳ر نومبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۹ر رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنیکے لئے ہمنے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود و مسیح کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے خطبہ اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل بر تفسیر آیات یا مشتمل بر دفع اعتراضات مخالفان اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیجاویں۔ یہہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحے تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو کثرت سے شائع ہوجایا کریں۔ اگر سو آدمی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہوجائیں اور سو سو ٹریکٹ ۸ فیصدی کے حساب سے خریدلیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینے میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑہائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خاص تعداد بھیجدیا کریں اور وہ تقسیم ہوجایا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہمکو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کردیں۔ اگر ہماری جماعت مل ملاکر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہوجانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ مینیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

اپنے بھائیوں کیلئے

بالکل کھرا سودا

اگر کسی قسم کا نقص یا کسی قسم کا خسارہ معلوم ہو۔ فوراً واپس کرو۔ اس سے بڑھکر خوش معاملگی اور کھرا سودا کیا ہوگا؟

مندرجہ ذیل اشیاء ہماری معرفت مل سکینگی

۱- زیورات چاندی و سونا ہر قسم - صرف دس آنہ سینکڑہ کمیشن لی جاویگی:

۲- ریشمی ازاربند - پراندے - پیچ بند وغیرہ - ہر قسم اور ہر قیمت کی - ازاربند ۸ر سے لیکر ۵۰ روپیہ تک - پراندے ۴ر سے لیکر ۵۰ روپیہ تک - پیچ بندلے ۱۰ روپیہ سے لیکر ۵۰ روپیہ تک

۳- زیورات میں ڈوری جس قسم کے چاہیں ڈالدیے جاوینگے:

۴- دریائی کا ہر ایک قسم کا کام۔

۵- ہر ایک چیز ساختہ امرتسر آدھ آنہ فی روپیہ کمیشن لے کر روانہ ہوسکیگی۔

ہمارے بھائی اس کارخانہ کو اپنا کارخانہ سمجھیں یہہ باہمی فائدہ کے لئے کھولا گیا ہے۔ درخواست پر نام اور پتہ صاف اور خوشخط تحریر ہو۔ ڈاکخانہ یا قریب کے سٹیشن کا نام ضرور ہو۔ درخواستیں اس پتہ پر آئیں:

غلام محمد و الٰہی بخش علاقہ بند
مالکان احمدیہ ایجنسی
کٹرہ بگھہ سنگھ ہاتھی دروازہ **امرتسر** - (پنجاب)

صحت جسمانی کے طلبگار وہ اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرطیہ آزماؤ!!!

صداقت ابھی زمانہ میں موجود ہے

سچائی کا فیصلہ

سچائی کا امتحان ضروری ہے

ہاتھ کی پانچوں انگلیاں برابر نہیں

نوٹ

پرچہ ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگا۔ دواؤں کی تعمیل قیمت طلب پارسل سے ہوگی محصول وکمیشن ڈاک بذمہ خریدار درخواستیں بنام مشتہر مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں ۔

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اسکا حوالہ دے غربا خرچ روانگی دوا درخواست کیساتھ روانہ کریں - امراء قیمت دوا اور محصول ڈاک علاوہ

سچے اور جھوٹے کو خود پرکھ لو اگر استعمال حسب ترکیب سے فائدہ نہو تو اپنی بیان جتنی سی قیمت واپس لو یہہ کامل ثبوت سچائی کا ہے

نسخہ [illegible]

[illegible]

دوائی ہاضمہ

بدہضمی - درد شکم - قراقر - نفخ - امتلاء کھٹے ڈکار - ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے - قیمت فی ڈبیہ جو کئی آدمیوں کو کافی ہے غربا کو بتصدیق کسی معزز کے ۲/ خرچ روانگی مفت

خارش کی حکمی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلیہ حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو نما اثر کو تصدیق کرنا چاہئے قیمت فی پڑیہ عہ اور غربا کو بتصدیق کسی معزز کے صرف ۲/ خرچ روانگی پر مفت

اعجاز مسیحی

[illegible] نقصانات [illegible] انقباض کی کمزوری اور [illegible] مرد اور [illegible] درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے قیمت [illegible]

دوائی آتشک

یہ عجیب المخواص حکمی دوائی اس شدید مرض کو ایک ہفتہ میں دور کر دیتی ہے خوبی یہہ ہے کہ مونہہ نہیں آتا سنڈ گوشت پلاؤ - شراب کے عادی کو اسکی بھی اجازت ہے قیمت ، خوراک عمر [illegible]

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد - دھند غبار - تاریکی چشم - ضعف بصر - سرخی - پھولا - موتیا بند کو اکسیر ہے - چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے - اور آنکھ کبھی بیمار نہیں ہوتی قیمت فی تولہ عہ - طلبا و دیگر محتاج پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ [illegible]

سفوف و مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف ایک تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک - اور تین دن میں بالکل اچھے ہو جاتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے ۲/ خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

رقت اور جریان کو مفید - قوت باہ کے واسطے علاج لاثانی در ذریعہ لطف زندگانی - تعریفی الفاظ کی ضرورت نہیں تجربہ شاہد کافی ہے - قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

یہہ بے نظیر اور تیر بہدف دوا ہے - سالہا سال کے جکڑے ہوئے اور بے کار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں - قیمت صرف پانچ روپیہ عہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے - درد اور جلن تو پہلے ہی دن دور ہو جاتا ہے - درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے - قیمت چھ خوراک فی روپیہ

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں بیغمی یا ریحی درد ہو نے العوذ ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے - قیمت فی گولی ۲/ فی درجن ایک روپیہ

نسوار

[illegible] قیمت فی پڑیہ [illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ ہماری حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں - سوزش اور ٹیس پہلے دن بند - اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے - قیمت عہ

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۳ دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں - اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی - اسکو اکسیر کہنا بجا ہوگا قیمت تین روپے

دوائی [illegible]

[illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات حضرت امام الزمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعدہٗ محبت نامہ آنمخدوم پہونچا موجب شکر وسپاس ہوا۔ خداوند کریم مقدرات مکروہ سے آپکو امن میں رکھے اور آپکی سعیوں اور کوششوں میں کہ جو آپ خالصاً للہ کر رہے ہیں بہت سی برکتیں بخشے اور بہت سے اجر اُس پر مترتب کرے آمین۔ صفحہ ۲۴ فتوح الغیب کی نسبت جو آنمخدوم نے دریافت فرمایا ہے یہ مقام بین المعنے ہے کوئی عمیق حقیقت نہیں جو کچھ شارح نے لکھا ہے وہ صحیح اور درست ہے۔

حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اس مقام میں تعلیم فرماتے ہیں کہ سالک میں حقیقت فنا کی تب محقق ہوتی ہے اور تبھی وہ اس لایق ہوتا ہے کہ مورد معارف اللہ ہو جب تین طور کا انقطاع حاصل ہو جائے۔ اوّل انقطاع خلق اللہ سے۔ اور وہ اسطرح پر حاصل ہوتا ہے کہ حکم الٰہی کو جو قضا وقدر ہے تمام مخلوقات پر نافذ سمجھے اور ہر ایک بندہ کو پنجہ تقدیر کے نیچے مقہور اور مغلوب یقین کرے۔ لیکن اسجگہ یہ عاجز صرف اسقدر کہنا چاہتا ہے کہ ایسا یقین کہ فی الحقیقت تمام مخلوقات کو کالعدم خیال کرے اور ہر یک حکم خدا کے ہاتھ میں دیکھے اور ہر یک نفع اور ضرر اُسی کی طرف سے سمجھے صرف اپنے ہی تکلف اور تصنع سے حاصل نہیں ہو سکتا اور اگر تکلف سے کسی قدر خیال قایم بھی ہو تو وہ بے بقا ہے اور ادنےٰ ابتلا سے لغزش پیش آجاتی ہے بلکہ یہ مقام عالی شان اُس بصیرت کاملہ سے حاصل ہوتی ہے بات صرف اتنی ہے کہ جب عنایات اللہ کسی کی تکمیل کیطرف متوجہ ہوتے ہیں تو اُسکے لیے قصہ کو آپ ہی کوتاہ کر دیتی ہیں اور وہ بوجہ جو اُس سے اُٹھائے نہیں جاتے دست الٰہی انکو آپ اُٹھا لیتا ہے پس اسی طرح سے جب بذریعہ علوم لدنیہ و کشوف صادقہ و الہامات صحیحہ و تائیدات صریحہ انسان پر یہ حقیقت کھلجاتی ہے کہ تمام نفع وضرر خدا کے اختیار میں ہے اور مخلوق کچھ چیز ہی نہیں تو ایک نہایت کامل یقین سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ جو کچھ نفع یا نقصان اور عزت یا ذلت ہے سب خدا ہی کے ہاتھ میں ہے

اور مخلوق کو مردہ کیطرح دیکھتا ہے لیکن اس جگہ اعتراض یہ ہے کہ حضرت مخدومنا شیخ عبد القادر قدس سرہٗ نے علوم و معارف الہیہ کے حاصل ہونے کا ذریعہ فنا عن الخلق وغیرہ اقسام فنا کو ٹھہرایا ہے پس جبکہ فنا کا حاصل ہونا اِن علوم حاصل ہونے پر موقوف ہے تو اس سے دور لازم آتا ہے۔ سو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ علوم لدنیہ و کشوف صادقہ و تائیدات خاصہ اللہ و توجہات جلیلہ حضرت احدیہ غیر فانی کو ذاتی طور پر حاصل نہیں ہو سکتے لیکن بتوسط صحبت شیخ فانی حاصل ہو سکتے ہیں یعنے اگرچہ براہ راست نہیں لیکن سالک اپنے شیخ کامل میں اُن تمام تائیدات سماویہ کو معائنہ و مشاہدہ کرتا ہے پس یہی مشاہدہ اُس کے یقین کے کمالیت کا موجب ہو جاتا ہے اگر جلدی نہیں تو ایک زمانہ دراز کی صحبت سے ضرور شکوک و شبہات کی تاریکی دل پر سے اُٹھ جاتی ہے اسی جہت سے فانیوں کی صحبت کے لئے قرآن شریف میں سخت تاکید ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کونوا مع الصادقین۔ ای کونوا مع الفانین والصادقون ھم الفانون لا غیرھم۔ اور جو شخص نہ فانی ہے اور نہ فانیوں سے اُسکو کچھ تعلق اور محبت ہے وہ محض ہلاکت میں ہے اور اُسکے سوء خاتمہ کا سخت اندیشہ ہے اور اُس کے ایمان کا کچھ ٹھکانہ نہیں الّا ان تدارکہ اللہ برحمتہ دوسری شرط مورد معارف اللہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ ہوائے نفس سے انقطاع ہو جائے یعنے سالک پر لازم ہے کہ اپنے تمام حرکات وسکون و قول و فعل اور امر اور نواہی میں اللہ تعالیٰ کی متابعت اختیار کرے اور کسی حالت میں قال اللہ و قال الرسول سے باہر نہ جائے اور جو کچھ دوسرے لوگ اپنے نفس کی متابعت سے کرتے ہیں وہ اپنے رسول کی متابعت سے بجالاوے اور اپنے اعمال اور اقوال میں کوئی ایسی جگہ خالی نہ چھوڑے جس میں نفس کو کچھ دخل دینے کی گنجایش ہو پس جبکہ کامل طور پر اتباع سُنت میسر آجائے گا اور ایک ذرا ہوائے نفس کی پیروی نہیں رہے گی بلکہ ظاہر و باطن متابعت رسول کریم سے منور ہو جائے گا تو وہ حالت ہے جسکا نام فنا بامر اللہ ہے مگر ہائے افسوس کہ اس پر ظلمت زمانہ میں بجائے اسکے کبریت احمر کا قدر کریں اکثروں کو اس طریق سے بغض ہے اور اتباع سنت سے ایک چڑ ہے حالانکہ دوسری فنا کی بجز اسکے ہرگز میسر نہیں ہو سکتی اللّٰھم اصلح امۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد اللّٰھم انزل برکات محمد وصل علیٰ محمد وبارک وسلم

تیسری شرط مورد معارف الٰہیہ ہونے کے لئے یہ ہے کہ رضا بقضاء ہو اور بذریعہ انشراح صدر میسر آجائے کہ جو کچھ ارادات اللہ سالک پر نافذ ہوں عاشق صادق کیطرح اُن سے متلذذ ہو اور انقباض پیدا نہو بلکہ یہانتک موافقت تامہ پیدا ہو جائے کہ اوس محبوب حقیقی کی مراد اپنی ہی مراد معلوم ہو اور اُسکی خواہش اپنی خواہش دکھلائی دے۔ سو اس جگہ بھی وہی سوال لزوم دور کا لازم آتا ہے جو پہلی قسم میں لازم آیا تھا اور جواب بھی وہی ہے جو پہلے دیا گیا ہے۔ انسان کا کام بغیر صحبت صادقین کے سراسر خام ہے اور بغیر طریق فنا یا صحبت فانیوں کے ایمان کا سلامت لے جانا نہایت مشکل ہے پس سعید وہی ہے کہ جو سب سے پہلے ایمان کی سلامتی کا فکر کرے اور ناحق کے ظاہری جھگڑوں اور بیفائدہ خرخشوں سے دستکش ہو کر اُس جماعت کی رفاقت اختیار کرے جنکو خدا نے اپنا درد عطا کیا ہے اور یقیناً سمجھے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو بڑی نعمت دنیا کے لئے لائے وہ یہی درد اور محبت الٰہی ہے جس کو خدا اور رسول کی محبت دی گئی اُس نے اپنی اصل مراد کو پا لیا ہے اور بلاشبہ وہ سعید ہے اور نار جہنم کو اُس سے مس کرنا حرام ہے لیکن جسکو وہ محبت عطا نہ ہوئی اور اُس نے اپنے خدا اور اپنے نبی کا قدر شناخت نہیں کیا اُس کا زبانی طور پر مسلمان کہلانا کچھ حقیقت نہیں رکھتا بلکہ نماز روزہ بھی بغیر ذاتی محبت کے اپنی اصل حقیقت سے خالی ہے ایک حدیث میں آیا ہے۔

یاتی علیٰ امتی زمان یصلون ویصومون و یجتمعون فی المساجد ولیس فیھم مسلم

یعنے ایک زمانہ وہ آئیگا کہ لوگ نمازیں بھی پڑھیں گے اور روزے بھی رکھیں گے اور مسجدوں میں اکٹھے بھی ہوں گے پر اُنمیں سے ایک بھی مسلم نہوگا یعنے مومن حقیقی نہوگا اپنی دنیا اور اپنی رسوم میں گرفتار ہوں گے اور دین بھی رسم کے طور پر بجالائیں گے سو اب ایسے وقت کا اندیشہ ہے خداوند کریم رحم کرے۔

۶ ستمبر ۱۸۸۳ء مطابق ۳ ذیقعدہ ۱۳۰۰ھ

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

التماس - ہمارے معزز ناظرین اور دقیقہ رس معاونین میں ابھی بہت ایسے ہیں جو اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے (باوجودیکہ الحکم کا دوسرا مالی سال ہی شروع ہو کر تین ہفتہ گذر گیا) ابھی تک سال گذشتہ ہی کی ضروریات کو محسوس نہیں کر سکے اور اسی لئے ترسیل زر چندہ میں تساہل سے کام لیا گیا ہے ورنہ کیا ممکن تھا کہ اب تک ایک مہینہ کے اندر پیشگی وصول ہونے والا چندہ مدبقایا میں رہ جاتا ہم نہایت ادب سے ایسے معاونین کی خدمت میں التماس کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اس **قومی خادم** کی اگر اس ابتدائی حالت میں امداد کو بھول جاویں گے تو اوسکی ترقی میں ایک اٹل پہاڑ آ سکتا ہے - امید ہے کہ ہم عنقریب ایسے احباب کی طرف سے سالگذشتہ اور رواں کا چندہ وصول کریں گے؟

"اسلام کا خدا" لیس کمثلہ شیء

ہمارے محسن و مخدوم جناب مولانا مولوی **عبد الکریم** صاحب سیالکوٹی ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ

"قدیم سے ابتک ہر ایک قوم نے ناقص یا کامل طور پر کسی نہ کسی پیرائے میں وجود باری کا اقرار ضرور کیا ہے اگر علی العموم نگاہ کی جاوے تو محض وجود حق سبحانہ و تعالیٰ اقوام عالم میں غیر متنازعہ فیہ ثابت ہوتا ہے ہاں قوموں نے اور قریباً کل قوموں نے جس امر میں سنبھلنے کی ناقابل ٹھوکر کھائی ہے وہ **مسئلہ صفات** ہے کیونکہ صرف اتنا کہہ دینے سے کہ کوئی خدا ہے کوئی فائدہ مترتب نہیں ہو سکتا وہ کیسی ذات ہے اوسکو یعنی اوسکی صفات کو عالم سے اور خدا تمام عالم کو کیسی مناسبت ہے اور کیسا تعلق واقع ہوا ہے - انتظام عالم جذبات انواع مخلوقات سے خصوصاً نوع انسانی کے قویٰ کے تقاضاؤں اور میلانوں کی ہیئت کذائی کس قسم کی صفات کا خدا چاہتی ہے صرف یہی ایک راہ ہے جس پر دنیا کے مذاہب نے بجز اسلام کے کوئی روشنی نہیں ڈالی بلکہ ہر ایک نے اپنی اپنی نوبت پر اوسے اور بھی دھندلا کر دیا ہے عیسائیوں نے خدا کو اس طرز پر بیان کیا کہ قالب انسانی میں پورا ڈھال کر ویسا ہی ضعیف اور ناقص ہستی ثابت کر دکھایا اور تشبیہ کی تاریک راہ اختیار کر کے سالک طریق کو حیرت میں ڈالدیا (دی ہو تالڈ آریہ) سماجیوں نے یہ **غضب** ڈھایا کہ ایک خیالی اور محض ہی وجود کو ماننے پر قناعت کی اور صفات کاملہ سے اوس پاک ذات کو قطعاً معطل کر دیا کہ مادہ عالم اور ارواح اوسکی مخلوق ہی نہیں اور وہ روح کے اعمالی تقاضا یعنی سرمدی نجات دینے پر قادر نہیں" وغیرہ اس عقدہ پیچیدہ **مسٹری** (راز) کو کھولا تو اس **محکم** کتاب فرقان مجید نے کھولا ہے کہ وہ صانع - خالق - رزاق - رب - قادر - **رحمٰن - رحیم سمیع - بصیر** ہے اور ان صفات میں کامل ہے اور یہ اور انکی مانند دیگر **صفات** ایسی ہیں جنہیں عالم کی ضروریات کے سرانجام کے ساتھ پوری مناسبت ہے اس پر بھی ہر قسم کے ممکن ظنوں اور محتمل **شبہات** کے مٹانے کو فرما دیا **لیس کمثلہ شیء** سارا قرآن کریم مسئلہ صفات کے اکمل طور پر واضح کرنے کا ذمہ لیتا ہے اور طالبان نجات کو بتاتا ہے کہ اونکا خدا کیسا ہونا چاہیئے -

الوداع زندگانی و ماتم جوانی

اے بہارِ زندگانی الوداع ‖ اے شباب شادمانی الوداع
اے بیاضِ صبح پیری السلام ‖ اے شبِ قدرِ جوانی الوداع
السلام اے قاصدِ ملکِ بقا ‖ الوداع اے عمرِ فانی الوداع
روزگارِ ضعف و سستی الصلا ‖ وقتِ سعی و جانفشانی الوداع
فرصتِ عشق و جوانی الفراق ‖ دورِ عیش و کامرانی الوداع
تجھکو سمجھے تھے نعیم جاوداں ‖ اے نعیم جاودانی الوداع
تیرے جاتے ہی گئیں سب خوبیاں ‖ اے خدا کی مہربانی الوداع

(آنگا حالی - کنارہ پر جہاز
الوداع اے زندگانی الوداع)

اک نظر ادھر بھی

کئی سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ہمارے مخدوم جناب مولانا مولوی حکیم **نور الدین** صاحب سلمہ ربہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا تھا کہ بعض بے سر و سامان مسافر جو خالصتہ لوجہ اللہ یہاں قادیان میں آتے ہیں اون کی زاد راہ کے لئے یا بعض نو مسلم اور غریب و مساکین طلبا کے سامان تعلیم یا اور ضروریات کے لئے اپنے احباب کو "**اعلام**" کے عنوان سے ایک اشتہار دیکر توجہ دلائی جاوے چنانچہ اوس پر اکثر احباب نے اس فنڈ کی ضرورت کو محسوس کر کے مولانا موصوف کا ہاتھ بٹانے میں فراخدلی سے کام لیا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بجز چند بزرگوں مثل ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب یا میاں علی الدین صاحب ٹھیکہ دار مباسہ یا برادرم عطا محمد لقاء محمد جنیوٹی کے اکثر توجہ کم ہے - یہ مانا کہ ہماری جماعت کو کثرت کے ساتھ چندوں میں شریک ہونا پڑتا ہے مگر کیا خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اسکے مقابل میں کچھ تھوڑی چیز ہے - صحابہ کرام کی حالت پر نظر کرو - اور دیکھو کہ اون معدود چند اشخاص کے حضرت خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی اشاعت میں یہاں تک نوبت پہونچ جاتی تھی کہ گھر کا کل اثاث البیت تک اوس راہ میں وقف کر دیں -

یہہ خوب یاد رہے کہ جب تک کوئی کچھ خدا کے راہ میں نہیں کھوتا کچھ پاتا نہیں اور یہ پکی بات ہے کہ

{ ز بذل مال در راہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا }

پس یہ ایک ضروری امر ہے جو ہمارے ناظرین کی توجہ کا محتاج ہے اس کے لئے باقاعدہ حساب کے رجسٹر موجود ہیں زر چندہ بھیجنے والے احباب "مولوی حکیم نور الدین قادیان" کے نام ارسال کریں وہی امین اور مہتمم مصارف ہیں - ہم کو امید ہے کہ ہمارے احباب کامل توجہ فرمائیں گے -

چھٹی صدی کی اسلامی گھڑی

اندلس کے مشہور سیاح علامہ ابن جبیر نے اپنے سفرنامے میں دمشق کی جامع مسجد کا کچھ حال لکھا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس زمانہ میں اس جامع مسجد میں مشرقی دروازے کی راہ سے داخل ہونے پر دہنے ہاتھ کی طرف ایک شہ نشین محراب دار دروازہ کی شکل کی بنی ہوئی نظر آتی تھی۔ اس شہ نشین کے چاروں طرف پیتل کی بارہ محرابیں بنی ہوئی تھیں اُنہیں چھوٹے چھوٹے دروازے نصب تھے۔ پہلے اور آخری دروازے کے اوپر ایک برنجی عقاب کھڑا تھا اور دونوں عقابوں کے سامنے کسیقدر نیچے کی طرف ایک ایک پیالہ برنجی رکھا ہوا تھا ہر گھنٹے کے گزرنے کے بعد دونوں عقاب ایک عجیب ہوشربا طرز سے گردنیں بڑھا کے پیالے کیطرف جھکتے اور پھرتی سے ایک ایک گولہ اُگلتے تھے۔ دونو جانب کے پیالوں میں اُن گولوں کے گرتے ہی گھنٹے کی اس زور کی سُریلی آواز پیدا ہوجاتی تھی کہ ساری مسجد گونج جاتی تھی اور گولے غائب ہوجاتے تھے۔ پیالے میں ایک سوراخ تھا جس سے ہوکے یہ گولے شہ نشین میں پہونچتے تھے اور اُن کے پہونچتے ہی مذکورہ بالا بارہ دروازوں میں سے ایک دروازہ بند ہوجاتا تھا اسی طرح ہر گھنٹہ پر ایک دروازہ باری باری سے بند ہوتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ شام تک سارے دروازے بند ہوجاتے تھے۔ یہ تو دن کے بارہ گھنٹوں کا حساب تھا رات کا وقت بتانے کے لئے ان چھوٹی محرابوں کے اوپر جن میں برنجی دروازے نصب تھے ایک ایک برنجی کمان تھی جسمیں بارہ گول حلقے بنے ہوئے اور ہر حلقے کے مقابلے میں دروازے کی پشت پر ایک شیشہ لگا ہوا اور اس شیشے کے پیچھے ایک خوش نما فانوس رکھا ہوا تھا انمیں ہر فانوس باری باری سے خود پانی کر بھر رہتا تھا اور جو نہیں لبالب پانی سے بھر گیا یکایک شمع روشن ہوجاتی تھی جسکی تیز شعاعیں شیشہ کو منور کرتی ہوئی اُس حلقے کو جگمگا دیتی تھیں۔ اور حلقہ اپنے سُرخ نورانی دائرہ کی وضع سے آنے جانے والوں کو وقت کا پتا دیتا تھا اسی طرح سے شام سے صبح تک باری باری روشن ہوتے ہوتے بارہوں حلقے چمک اُٹھتے تھے۔ سیاح مذکور نے لکھا ہے کہ دمشق میں میرے قیام کے زمانے میں اس گھڑی کے درست رکھنے کے لئے گیارہ شخص ملازم تھے اور عرف عام میں یہ گھڑی **دعیکایہ** کے نام سے مشہور تھی۔ اس سے صاف صاف اس بات کا پتا چلتا ہے کہ گھڑی کی ایجاد موجودہ زمانہ کی ایجاد نہیں ہے جیسا کہ عام لوگوں کا خیال ہے بلکہ یہ ایجاد اسلام کے عروج کے زمانہ میں ہوئی اور ترقی کی اُس حالت پر پہونچ گئی تھی جسکا ذکر مذکورہ بالا سیاح نے اوپر کے بیان میں کیا لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کے اوج و اقتدار کے پستی اور ادبار میں بدل جانے کے ساتھ یہ ایجاد بھی دوسری ایجادوں کے ساتھ خاک میں مل گئی اور نقش بر آب بن گئی ہیں خود یاد ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں گلستان کی ایک شرح میں "معتکف بودم در جامع دمشق" کی شرح ہماری نظر سے گذرا کہ دمشق کی مسجد جامع میں علاوہ دینی برکتوں کے بناوٹ کی بھی ایک ایسی خوبی تھی کہ تنہائی میں آدمی کی طبیعت نہ اُکتاتی تھی اور ساعت ساعت پاس پاس مختلف تبدیلیاں وقوع میں آنے سے رات اور دن کی گھڑیاں بے معلوم گذر جاتی تھیں اور اس وجہ سے اطراف وجوانب کے آدمی دور دور سے رمضان میں اعتکاف کو وہاں جاتے تھے اس سے کسی قدر مذکورہ بالا بیاں کی تصدیق ہوتی ہے۔ تبلیغ رسالت

سیاحوں کو مصر کے صحرائے لیبا کے ریگستان میں قاہرہ سے ایک سو بیس میل کے فاصلے پر قلمی انجیل کا ایک ورق دستیاب ہوا ہے یہ ورق تیسری صدی عیسوی کا قرار دیا گیا اس لئے پہلے یورپ کے مختلف عجائب خانوں میں جو قدیم نسخے انجیل کے رکھے ہوئے ہیں وہ چوتھی صدی عیسوی تک کے ہیں۔ اس لحاظ سے جدید برآمد شدہ ورق انجیل قدیم ترین نسخہ ہے۔

رخصتی جلسہ

گذشتہ نمبر میں ہم نے ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسٹنٹ سرجن کی تبدیلی کی خبر درج کی تھی۔ ۷ نومبر ۱۸۹۸ء کو لاہور میڈیکل کالج کی اسٹنٹ کلاس طلباء نے بہ اجازت پرنسپل صاحب بہادر مرزا صاحب موصوف کو ایک ریوننگ پارٹی دینے کا اہتمام کیا۔ جسمیں سینیر کلاس کے تمام طالب علم اور لیڈی سٹوڈنٹ شامل تھے ہندو مسلمان عیسائی ہر قسم کے اصحاب موجود تھے۔ سب سے بڑھ کر مسرت کا مقام یہ ہے کہ اس جلسہ کا اہتمام اور تحریک ہندو طلباء کی طرف سے تھی جس سے مرزا صاحب موصوف کی ہر دلعزیزی کا پتہ لگتا ہے۔ خان بہادر ڈاکٹر رحیم خاں صاحب وزیری سرجن بہادر ڈاکٹر اصغر علی صاحب اور ڈاکٹر کدار ناتھ صاحب اور ڈاکٹر گوردانداتا صاحب اسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر وغیرہ موجود تھے مختلف تقریریں ہوئیں جس میں مرزا یعقوب بیگ کی خدمات اور ہمدردانہ بلکہ برادرانہ سلوک کا ذکر تھا ڈاکٹر رحیم خاں صاحب نے اپنی تقریر کے دوران میں بتلایا کہ "ہم مرزا یعقوب بیگ کو اوس وقت سے جانتے ہیں جب سے کہ وہ طالب علم تھے بیمار کو پوری توجہ اور ہمدردی سے دیکھتے تھے اور ایسے اخلاق فاضلہ کی ایک طبیب کو ضرورت ہے ہمکو امید ہے کہ یہ ایک نمونہ ہوں گے اور کامیاب ہوں گے"۔ مرزا یعقوب بیگ صاحب نے سب صاحبان کا شکریہ ادا کیا اور پھر جلسہ برخواست ہوا۔ مرزا صاحب جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وزیرآباد تبدیل ہوئے ہیں ہمکو امید کامل ہے کہ وزیرآباد کی پبلک کو انکی وجود سے بہت فائدہ پہنچیگا۔ اور ہماری دلی دعا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اپنے مقاصد میں کامیاب ہوں۔ آمین

دلچسپ چٹھیاں

اس عنوان کے تحت میں آجتک اون اعتراضوں کے جواب درج ہوتے رہے ہیں جو کوتاہ فہمی اور ناسمجھی کیوجہ سے اسلام پر کئے جاتے ہیں آئندہ کے لئے بھی ہم نے یہی التزام کیا ہے کہ انشاء اللہ اس عنوان کو ہمیشہ قایم رکھنے کے لئے ایسے اعتراضات کے جوابات شائع کئے جاویں جو اسلام پر مختلف پہلوؤں اور رنگوں میں ہوتے ہیں اس لئے ہم اون لوگوں کو جو کسی قسم کے اعتراض متعلق بہ تعلیم اسلام رکھتے ہوں یا حضرت اقدس میرزا صاحب کے مشن کے متعلق ہی ہوں وہ خوشخط لکھ کر ہمارے پاس بھیجدیں انشاء اللہ سوال اور اُس کا جواب شائع کیا جاوے گا۔

(ایڈیٹر)

سوال

پادری عماد الدین نے اپنی کتاب ھدایت المسلمین میں یہ اعتراض کیا ہے کہ قولہ ۲۹ جھوٹ۔ سورۃ مریم میں لکھا ہے کہ یا اخت ھارون یعنے اے مریم ہارون کی بہن اور سورۃ مریم میں ہے مریم بنت عمران یعنے مریم عمران کی بیٹی واضح ہو کہ محمد صاحب اس مقام پر دھوکا کھایا ہے عمران نام ہے ایک شخص کا جسکی بیٹی مریم نبیہ تھی اور موسیٰ و ہارون اوسکے دو بیٹے تھے اور یہ مریم جن سے حضرت مسیح پیدا ہوئے اس مریم سے ۱۳۹۱ برس پیچھے دنیا میں تھے محمد صاحب نے سمجھا کہ وہی مریم ہارون کی بہن اور عمران کی بیٹی تھی جن سے مسیح پیدا ہوا۔ اس لئے یہ بات قرآن میں غلط درج ہے۔

الجواب

الزامی جواب

(۱) پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصوں پر اعتراض نکیا کرو۔ کیونکہ پولوس طمطاوس کے پہلے خط میں لکھتا ہے "کہانیوں اور بے حد نسب ناموں پر لحاظ نکریں یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیت الٰہی کا جو ایمان سے ہے" طمطاوس ۱ باب ۴

افسوس تم اپنی تعلیم پر بھی عمل نہیں کرتے۔

(۲) معترض عیسائیو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی نہیں جس میں مریم کے خاندان کا مفصل حال مرقوم ہو اور کیا ایسی کوئی کتاب عیسائیوں کے گھر میں موجود ہے جس سے مریم کے بھائیوں اور ماں باپ وغیرہ رشتہ داروں کے حالات صحیح صحیح اور یقینی طور پر تمکو معلوم ہوں جو تم نے اخت ہارون و بنت عمران پر اعتراض کیا سوچو! اور غور کرو۔

(۳) انجیل متی کی ابتدا میں مسیح کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکھا ہے متی ۱/۱ حالانکہ مسیح اور داؤد کے درمیان اور داؤد اور ابراہیم کے درمیان پشتہا پشت کا فرق ہے اگر یوں ہی ہے تو پھر مسیح ابن داؤد نہیں۔

(۴) اگر تشارک فی الاسماء کے تم قایل نہیں ہوتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ مسیح مریم کے بیٹے تھے کیونکہ مریم تو بقول تمہارے ۱۳۹۱ برس پہلے گذر چکی۔

(۵) سنو! الیشبا کو (کہیں الیسبات ملکۂ انگلستان ہی نہ سمجھ لینا) لوقا ۱/۵ میں ہارون کی بیٹی لکھا ہے لیکن ہارون الیسبات اور ذکریا کے زمانے سے پہلے جنکا ذکر لوقا نے کیا ہے ۱۳۹۱ برس پہلے اس غدار دنیا سے......... اُٹھ گئے تھے الیسبات اور ہارون میں چودہ سو برس کا فرق ہوتا ہے پھر اسے کیونکر صحیح مانتے ہو۔

تحقیقی جواب

(۱) اصل بات یہ ہے کہ تشارک فی الاسما ہوتا ہے دیکھو یوسف اور یعقوب مسیح کے بھائیوں کا نام بھی ہے اور مسیح سے صدہا برس پیشتر اسحاق نبی کے بیٹے اور پوتے بھی اسی نام سے گذرے ہیں پس یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں ہو سکتی اگر کوئی ہارون مریم کے بھائی بھی ہوں اور موسیٰ کے بھی؟

(۲) قرآن کریم ایک قصہ گو کی طرح داستانیں اور شجرہائے نسب بیان کرنے کو نہیں آیا کیونکہ یہ ایک سچی بات ہے کہ روحانی کمال اور ترقی کے لئے تاریخ یا قصص کی ضرورت نہیں بلکہ پاکیزہ تعلیم اور صراط مستقیم کی ضرورت ہے ہاں بقول پولوس وہ لوگ جو الٰہی تربیت سے محروم ہیں اور ایمان سے بے نصیب وہ بے جا طور پر قصص اور نسب ناموں پر اعتراض کرتے ہیں ایسے عیسائی معترضوں کی ایمانی حالت اور روحانی تربیت کی پرکھ کے لئے پولوس کا یہ قول معیار ہے وہ ذرا سوچیں! اور غور کریں!!

مگر یہ بھی ایک فیکٹ (امر واقعہ) ہے کہ قرآن کریم صحیح تاریخ کے خلاف ہی بیان نہیں کرتا اور تاریخی تفصیل کی بحث نکرنے میں قرآن کی ایک یہ مصلحت اور راز بھی ہے کہ صحیح تاریخ قدیم زمانے کی ملتی نہ تھی اس لئے اگر وہ واقعات بیان کئے جاتے تو اون بناوٹی اور جعلی داستانوں سے (جو زبان زد عام ہونگی) متاثر لوگوں کیلئے ایک ابتلا کا موجب ہو جاتے اس لئے قرآن کریم نے واقعات آئندہ کا بیڑا اٹھایا جو قبل از وقت بتلائے گئے اور اپنے وقت پر پورے ہوگئے۔

(۳) عرب میں اخ اور اخت کے الفاظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتے ہیں حقیقی بھائی اور ایک ہی پشت کے بھائی پر محدود نہیں بلکہ یہاں تک یہ الفاظ وسیع ہیں کہ ایک بہادر کو اخو غمرات الموت اور عمدہ تلوار کو اخو ثقتہ بولتے ہیں غرض تھوڑے سے تعلق پر بھی اس قسم کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو ابن السبیل مسافر کے لئے بولتے ہیں حالانکہ وہ راستہ کا صلبی فرزند کہاں ہوتا ہے؟ بنو ہاشم۔ بنو قریظہ۔ بنو قرلیش ایسے الفاظ اور اسماء آجتک عرب میں مشہور ہیں اور نہ صرف عرب بلکہ دنیا بھر کی کل قوموں کل ملکوں میں ایسے محاورات بولتے ہیں۔ راستی کا فرزند سلامتی کا شہزادہ۔ غور کرو!! اور پھر سوچو!!

قرآن کریم عرب کی بولی اور اونکے محاورہ پر نازل ہوا اوسمیں اس قسم اور طرز کے بیسوں مقام ہیں جہاں بہت ہی خفیف تعلق پر اخ اور اخت کے لفظ بولے گئے ہیں دیکھو الی ثمود اخاھم صالحا سپارہ ۱۲ سورۃ ہود رکوع ۶ الی عاد اخاھم ھودا رکوع ۵

پس اب بتلاؤ کہ مریم کے اخت ھارون کہنے میں قرآن نے غلطی کھائی یا الھم تربلت سے بدنصیب

قرآن کریم پر لطیف نوٹ

نمبر سیزدہم

سورۃ البقر بقیہ رکوع (۳)

اِنَّ اللّٰہَ لَایَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً
فَمَا فَوْقَہَا فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّہِمْ
وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِہٰذَا
مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَہْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ بِہٖۤ
اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ الَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَہْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ
مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ وَ
یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ
ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ
مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰہُنَّ
سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝

ترجمہ

لاریب اللہ نہیں رکتا مثال بیان کرنیسے بعض نعمائے جنت کے یا جو اُن بعض سے برتر ہیں - پس مومن تو جانتے ہیں کہ بیشک حق ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے - مگر ناشکر گذار کافر (دشمن کر) کہتے ہیں - اللہ تعالے نے اس بیان مثل سے کیا فائدہ ملحوظ رکھا ہے (ہیہ نادان جان رکھیں کہ اس سے غرض یہہ ہی ہے) کہ اکثر ہلاک ہو رہے ہیں اور بہت ہیں جو کامیابی کی راہوں پر چل رہے ہیں - مگر یاد رکہو کہ ہلاکت کے فرزند تو وہی ہیں جو فاسق ہیں وہ کون ہیں جنہوں نے عہد اللہ (شریعت اللہ) کو بعد اسکے مضبوط و مستحکم عہد کے توڑ ڈالا اور جو اُن طیبہ چیز دلسے قطع تعلق کرتے ہیں جنکے ساتھہ تعلق پیدا کرنیکے لئے اللہ نے حکم دیا ہے (اور پہر اسی پر بس نہیں کرتے) بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں - پس یہی تو وہ فاسق ہیں جو ہر طرح سے نقصان میں ہیں - حیرت ہے تم کیونکر اور کس مونہہ سے اللہ کا انکار کرتے ہو جسنے تمہیں نابود سے بود کیا - تم کو پہر نابود کریگا اور پہر زندہ کریگا - آخر اُسی کی طرف تمنے جانا ہے - (اگر اس سے بھی وجود باری کا پتا نہیں لگا سکتے) تو دیکھو جسقدر اشیاء فی الارض ہیں (وہ کیا سب اپنی ذات میں کسی صانع کا پتا نہیں دیتیں؟) وہ وہی اللہ تو ہے جسنے اُن کو بنایا ہے - اور پہر ہر واحد اُنہیں سے تمہاری کام میں لگی ہے - پہر قصد کیا آسمانوں کی طرف اور سات آسمان بنائے - اور وہ ہر شے کا عالم کل ہے -

لا یستحیی مصدر استحیاء سے ہے جسکی معنے باقی رکہنا ہیں -

ان یضرب مثلاً ضرب المثل کے معنے ہیں ذکر کرنے اور بیان کرنیکے عمدہ بات کہنا -

بعوضہ سے کیا مُراد ہے؟ بعوضہ - مچہر کو بہی کہتے ہیں - اور بعض کے معنو نہیں بہی ہے - اور دونوں معنے یہاں چسپاں ہوتے ہیں بلکہ آخری معنے زیادہ لطیف معلوم دیتے ہیں -

او پہر چونکہ اللہ تعالے نے نعمائے جنت کا ذکر کیا ہے - اسلئے بعوضہ کے معنے بعض قرینہ سے بہت ہی خوبصورت نظر آتے ہیں - یعنی اللہ تعالے نے بعض ادنے ادنے نعمائے جنت کا بہی ذکر کیا ہے اور بعض اعلے ترین کا بہی -

اس آیۃ میں بعوضہ سے مُراد اگر مچہر لیجاوے تو ناظرین کو پچہلے رکوع میں منافقون کی مثال اول پر غور کرنا ضروری ہے - جہاں بیان فرمایا ہے **مثلہم کمثل الذی استوقد نارا الی الاٰیۃ**

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آگ جلائی جاتی ہے تو اُسکی گرمی اور دہوئیں سے گرداگرد کے مچہر وغیرہ سب اُڑ جاتے ہیں - اسیطور پر یہہ ایک پیشینگوئی ہے جو مدینہ طیبہ کے ابتدا قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پوری ہونیوالی تہی - یعنے ابتدا میں بعض منافق طبع لوگ بہی شامل ہو گئے تہے - لیکن جب وہ نور کامل طور پر چمکا تو سب پراگندہ اور منتشر ہو گئے -

قرآن کریم چونکہ کوئی تاریخی قصہ بیان نہیں کرتا - اسلئے منافقوں کی ان باتوں کا جواب دیتا ہے جو وہ منافقوں کی مثال سنکر بناتے تہے کہ ہم کو مچہر سے کیوں مثال دی ہے؟

اور بطور پیشینگوئی فرماتا ہے کہ یہہ وہ دن ہو منافقانہ دل سے اردگرد جمع ہوتے ہیں اور اپنی لسّنہ دوانیوں اور چالاکیوں پر ناز کرتے ہیں - یاد رکہیں کہ یہہ ھباءً منثورا کئے جاوینگے - چنانچہ ایسا ہی ہوا -

اور بعوضہ سے مُراد بعض نعمائے جنت لیں جو زیادہ سچا ہے تو مطلب یوں ہوگا کہ اللہ تعالے نے بعض چہوٹی چہوٹی نعمائے جنت کا تو ذکر کیا ہے اور بعض بڑی نعمتوں کا بہی - جیسے رضائے الٰہی کا ذکر - اسکو مان کر مومن تو پکار اُٹہتے ہیں کہ لاریب وہ حق ہے اور ہمارے رب ہی کی طرف سے ہے - لیکن بد باطن کافر کہتے ہیں کہ بہلا ایسی باتوں کے بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے -

ترتیب آیۃ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ **فاما الذین اٰمنوا فیعلمون انہ الحق من ربہم** میں یعلمون اور ربہم کے الفاظ ایک خاص مناسبت رکہتے ہیں - اور پہر یعلمون مضارع کا صیغہ بولنے میں بہی ایک خاص امر مرکوز ہے -

فاما میں ف ترتیب کیلئے ہے اور اما معنے شرط کی رکہتا ہے اور موجودہ صریحہ یا مقدرہ کی تصریح کرتا ہے -

انہ کی ضمیر مثلاً کی طرف راجع ہے -

الحق ضد ہے باطل کی اور حق یحق دونوں طرح ضرب یضرب اور نصر ینصر سے آتا ہے - حق کے معنے مطابقت اور موافقت کی ہوتی ہیں اور قرآن کریم میں یہہ لفظ اسلام - قرآن - انجام - موت - اور قیامت اور مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے -

بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اس آیت کی ترتیب سے جو باتیں پیدا ہوتی ہیں اُنکو یہاں بیان کریں -

ہمنے پہلے نمبر میں ایمان اور اُسکے مراتب پر بحث کی ہے - ایمان کے بعد علم پیدا ہوتا ہے اور اسی لئے انہ الحق جاننے کے لئے پہلے مومن ہونا ضروری ہے - مومنوں کو چونکہ اس دنیا میں نصرتوں اور کامیابیوں اور ہر طرح کی نعمتوں کا معاینہ اپنی ذات پر کر لینا تہا - بعوضہ کی مثال سُنکر یعنے بعض نعمائے جنت کی تذکرہ پر اُن کو کسی قسم کے شک و شبہہ کی گنجایش نہیں رہی بلکہ اُنہوں نے اُسکو امر حق مان لیا - یا یوں کہو کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کی نسبۃ صفت **ھباءً منثورا** ہونیکی پیشینگوئی کی تو اُنہوں نے اُسکو مان لیا - اور اُسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دونوں طرح اُنہوں نے اُسکو بذریعہ علم حق پالیا - مضارع کا صیغہ یعلمون میں اشارت کرتا ہے اُس زمانہ کی طرف جو ابہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور برگزیدہ جماعت صحابہ پر آنے والا تہا - یعلمون کے بعد من ربہم میں یہہ لطیفہ ہے کہ رب ربوبیت ہی کا خاصہ اور تقاضا ہے کہ وہ تربیت کو مکمل کرتی ہے اور کمال تک پہنچاتی ہے - پس وہ نعمائے جنت جو مثالی طور پر دجلہ فرات اور جیحوں وسیحوں کے نہرین کا ملک فتح کرنیسے ملیں اُن کے کمال کا علم اُن کو ہو گیا - کہ جنت اعلیٰ میں اُس سے بہی برتر اور اصلی معنوں میں ملینگی -

واما الذین کفروا فیقولون - اور کافر خدا تعالے کی نعمتوں کی قدر نکرنے والے پکار اُٹہتے ہیں - کفروا کے لئے **فیقولون** آیا نہ یعلمون - اسلئے کہ علم اپنے مراتب کمال کو لازم طور پر چاہتا ہے اور اُس پر آثار مترتب ہوتے ہیں - کفر یا انعام اللہ کی بیقدری سے قوتیں ضعیف اور مسلوب ہو جاتے ہیں اور اُنمیں ترقی کا مادہ نہیں رہتا - اسلئے **فیقولون** فرمایا - علاوہ ازیں کفار کے قول کو یوں فرمایا ہے **ماذا اراد اللہ بہذا مثلاً** - بہلا اللہ نے ایسی مثالوں کے بیان سے کیا چاہا ہے - بطریق استفہام فرمایا جو عدم علم یا انکار پر ہوتا ہے - اور ہر دو صورت میں جہالت لازم ہے - پس مومنوں کو تو ایک درجہ علم کا حاصل ہو چکا ہوتا ہے اسلئے وہاں یعلمون ارشاد کیا - اس مقام پر کفار چونکہ جاہل مطلق ہوتے ہیں اسلئے اظہار جہالت کیلئے اُن کے قول کو باستفہام بیان کر دیا -

یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا - اکثر الناس ہیں جو اس سے ہلاک ہو رہے ہیں - اور اکثر الناس ہیں جو ہدایت پا رہے ہیں -

یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا - اس آیت پر بہت سے شکوک اور اوہام پیش کیے جاتے ہیں - اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ ہدایت اور

ضلالت پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ اُن اعتراضات کو مدنظر رکھکر بحث کریں لو یہہ ایک تفصیل طلب مضمون ہے اسلئے اگلے اڈیشن کے لئے اُٹھا رکھتے ہیں۔ ہاں اسکے صاف اور کہلے کہلے معنے یہاں بھی بیان کر دینے مناسب ہیں۔

چونکہ یہہ مثل بعوضہ بہر صورت ایک پیشینگوئی پر مشتمل ہے اسلئے اللہ تعالےٰ نے ماذا اراد اللّٰہ بھٰذا مثلا کہنے والوں کو کہلے کہلے طور پر بتلا دیا کہ یہہ مثل ایک آنے والے واقعہ کی خبر ہے جس میں فاسق لوگ ہلاک ہو جائینگے۔ اور مومن کامیاب!! ایسا ہی ہوا۔

اڈیٹوریل

عبد الرحمٰن

(نمبر اول)

رحمٰن کیا ہے ؟ ہمیشہ ہر ایک دانشمند اور روشن رائے فرزانہ کو تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ اس وسیع سلسلۂ کائنات میں جاندار مخلوق کے بقاء وجود کے لئے اللہ تعالیٰ کی ایک خاص صفت کا فیضان بہی کام کر رہا ہے۔ اس صفت کو (جسمیں ایک خصوصیت کا رنگ لئے ہوئے عمومیت پائی جاتی ہے)۔ رحمانیت کہتے ہیں۔

اس صفت کا تقاضا یہہ ہے کہ بدوں کسی عمل نیک و بد کی جزا کے اور بلا کسی قسم کے استحقاق کے ہر ایک ذی روح ہستی کی ضروریات اُسکی ہستی سے پہلے ہی مہیا کی جاتی ہیں۔ اسمیں کافر کے کفر۔ مومن کے ایمان۔ فاسق کے فسق۔ زندیق کے زندقہ۔ عابد کی عبادت۔ زاہد کی ریاضت۔ چور کی چوری۔ صالح کی نیک کرداری کی کچھہ پروا نہیں کیجاتی۔

جسطرح سے اللہ تعالیٰ کو رحمٰن ہونے میں کوئی غرض خاص مقصود نہیں ہے۔ اسیطرح سے اُسنے اپنی مخلوق کے لئے بلا خیال اسکے کہ وہ اسکو مانتا ہے یا نہیں۔ کس مذہب یا فرقہ کا ہے۔ دوست ہے یا دشمن ہے۔ انسان اور حیوانات کے لئے اُنکی ضروریات کا تعہد کیا ہے۔ اور وسیع دسترخوان بچہا دیا جسکے لئے یہہ کہنا سزاوار ہے۔ ع

بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست

کوئی نادان اللہ تعالیٰ کی اس صفت سے انکار کرے تو کرے مگر سلیم الفطرت۔ پُرغور طبیعت کے انسان کو بلا تکلف ماننا پڑتا ہے کہ وہ زمین و آسمان اور ما فی السموات والارض پر ذرا بہی غور کرتا ہے کہ کیونکر اللہ تعالےٰ نے۔ سورج۔ آگ۔ ہوا۔ پانی مٹی۔ احجار و اشجار۔ جاندار اشیاء کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے مسخر کر دیئے ہیں۔

اس سے پیشتر کہ ہم "**عبد الرحمٰن**" پر مجوزہ مضمون لکھیں یہہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ایجاز و اختصار کے طریق پر چند مشہور مذاہب کے ساتھہ **اسلام** کا اس صفت میں مقابلہ کر دکہائیں۔ تاکہ ہمارے پڑہنے والے جہاں ایک طرف عبد الرحمٰن بننے کی کوشش کرنا چاہیں۔ اُسکے ساتھہ ہی یہہ امر بہی اُنکے ذہن نشین ہو جاوے کہ حقیقی اور سچی راہ اس مرتبہ کے حصول کی اسلام اور صرف اسلام ہی نے بتلائی ہے۔ کیونکہ جو لوگ رحمانیت کے مفہوم کو سمجہتے اور مانتے ہی نہیں وہ اسکی ماہیت اور کیفیت اُسکے اثرات اور نتایج سے مستفید ہونیکی کوئی سبیل بتلا ہی نہیں سکتے۔

اسلام اور رحمٰن ابتدائے مضمون میں جو کچھہ صفت رحمانیت کا تقاضا ہمنے بیان کیا ہے۔ وہ ایسا عام اور بدیہی ہے کہ ہر ایک غور کرنے والا انسان اسکو مان لیگا کیونکہ قانون قدرت کی وسیع علمی اور کہلی ہوئی کتاب میں یہہ ظہور بڑے جلی حروف میں مرتسم نظر آتا ہے۔ اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔

بہرحال ہم **اسلام** اور رحمٰن کے تحت میں یہہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ کیا اسلام کا منشاء بہی رحمانیت کی صفت کے اظہار کا وہی ہے۔ جو ہم قدرت کی کہلی ہوئی کتاب میں پاتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ کیا اسلام نے بہی اللہ تعالےٰ کی کسی ایسی صفت کو بیان کیا ہے جس کے فیض سے جاندار مخلوق اپنی ہر ایک قسم کی ضرورت کو پا سکتی ہے۔

ہم جواب میں کہینگے **ہاں! بیشک!!**

لاریب قرآن کریم نے **الرحمٰن** کی نسبت سوال کرنے والوں کو خود جواب دیا ہے۔ یا یہہ کہو کہ **الرحمٰن** کے معنے خود تبلائے ہیں۔

چنانچہ فرمایا **واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا** (الی الایۃ)۔ یعنے جب کافروں بیدینوں۔ اور دہریوں سے کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کی فرمانبرداری کرو۔ تو وہ رحمٰن کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے؟ جس کے سجدے اور اطاعت کے لئے ہم کو حکم دیتے ہو۔ بہ ہمہ جواباً ارشاد فرمایا کہ رحمٰن وہ ذات کثیر البرکت ہے (اور وہ وہ سرچشمۂ خیرات وہی ہے) جس نے آسمان میں برج بنائے اور اُنمیں شمس و قمر کو رکہا۔ جو عام مخلوق کو بلا تفریق مومن و کافر روشنی پہنچاتے ہیں۔ اور پہلوں کو پکاتے اور بہت سے مفاد پہنچاتے ہیں۔ الی الآخر۔

اب اس آیت میں **ما الرحمٰن** کا جواب کیسا لطیف دیا ہے۔ کہ کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہہ اجرام فلکی و اجسام ارضی تمہاری کسی سعی کے بغیر اور بدوں خواہش و دعا کے عام جانداروں کے لئے مایۂ حیات ہیں۔ الغرض قرآن کریم نے مختلف مقامات پر اس صفت کی تشریح فرمائی ہے۔

پہر ایک اور مقام پر فرمایا کہ یہہ پرندے جو جو السماء میں اُڑتے نظر آتے ہیں وہ کیونکر گرنے سے بچ رہتے ہیں؟ وہاں جواب دیا ہے **ما یمسکھن الا الرحمٰن**

الغرض اسلام نے اللہ تعالےٰ کی اس صفت کا اظہار اسی طرح کیا ہے جو قدرت کی کہلی ہوئی اور کتاب مکنون میں ہم اسکی تشریح پاتے ہیں۔

برہمو سماج اور رحمٰن برہمو سماج اس امر کی تو قایل ہے کہ خدا تعالےٰ نے انسان اور تمام ذی روح کی وہ ضروریات جو اُنکے بقائے وجود کے لئے ضروری ہیں بہم پہنچایا ہے۔ مگر وہ اس صفت کو اسکے ساتھہ ہی ادہورا اور ناقص بہی مانتے ہیں۔ کیونکہ الرحمٰن کی صفت ہر ایک جاندار مخلوق کی تمام ضروریات کی متکفل ہے۔ مگر برہمو ازم کی رو سے انسان کی روحانی ضروریات کا محتاج اللہ تعالےٰ نے الہام نہیں رکہا تہا۔ اور انسان کی حقیقی تربیت کی پروا نہیں کی۔

اس مادی اور غدار دنیا کے لئے تو سب کچھہ کیا۔ مگر حقیقی عالم کی آسایش کے لئے جس کی شقاوت اور سعادت ابدی ہے۔ انسان کو بے دست و پا چہوڑ دیا پس اب غور کرو برہمو ازم کہاں خدا تعالےٰ کو رحمان مانتا ہے؟

آریہ سماج اور رحمٰن آریہ ازم جو بقول دیانند اور اُسکے متبعین کے ویدک دہرم ہے۔ خدا تعالےٰ کو رحمٰن نہیں مانتا۔ بلکہ ہمارے خیال میں آریہ ازم ازم نیکسٹ ٹو دہی ایتہیسٹ یعنے آریہ دہریہ کا بہائی ہے خدا تعالےٰ کو تمام صفات سے معطل اور بیکار ماننا آریہ ازم ہے۔ گو لفظوں میں کل صفات قایم رکہی ہوں۔ مگر اعتقاداً و عملاً خدا تعالےٰ کو اُن سے معطل مانا جاتا ہے۔ ہماری غرض اس مقام پر صرف صفت رحمانیت کا مقابلہ کرنا ہے۔

آریہ مذہب بتلاتا ہے کہ تمام جاندار مخلوق جو کچھہ دنیا میں پاتے ہیں وہ اُن کی اپنی ہی کرتوتوں اور عملوں کا نتیجہ ہے تو رحمانیت کہاں رہی؟ غرض یہہ لوگ بھی قانون قدرت کے بڑے معتقد بنکر کتاب مکنون (قدرت) سے منکر ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کو رحمان نہیں مانتے۔ پھر عبدالرحمٰن بننے کے وسایل اور طرق اُن کے ہاں کیونکر ہو سکتے ہیں؟

عیسائی اور رحمانیت

عیسائی مذہب تو بجائے خود ایک طرفہ معجون ہے جنہوں نے اضداد عالم کو یکجا جمع کر دکھایا ہے اون کے نزدیک مسیح ابن مریم باوجود مخلوق ہونے کے خالق۔ باوجود حادث ہونیکے قدیم۔ باوجود ماتحت اور محکوم ہونے کے خود قادر مطلق ہے معاذاللہ منہا۔

الغرض اُن کے نزدیک حقیقی خدا کا پتا ہی نہیں ملتا تو اُسکو رحمٰن ماننا تو کار سے دارد

اب اس مختصر سے مقابلہ سے واضح ہو گیا کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عام فطرت کے مخالف نہیں بلکہ عین فطرت ہے۔ اور یہی ایک مذہب ہے جس کو خدا تعالےٰ کی طرف منسوب کر سکتے ہیں۔ اور یہہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ ان الدین عند اللہ الاسلام

خدا تعالےٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں

اس امر کے بیان کے بعد کہ رحمان کسے کہتے ہیں۔ اور یہہ ظاہر کر دینے پر کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو عموماً اپنے اصلی معنوں میں بیان کرتا ہے۔ ہم نفس مضمون کو بیان کرنے سے پہلے ایک اور امر بیان کرنا چاہتے ہیں کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی صفات کا ظہور عجیب عجیب رنگوں میں ہوتا ہے۔ اور یہہ ایک بدیہی بات ہے کہ یہہ اظلال انسان ہی پر اتم طور کے ساتھہ ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ کل مخلوقات ارضی میں **انسان ہی جامعیت کا شرف رکھتا ہے۔** لقد خلقنا الانسان فی احسن التقویم اسکی شاہد ہے۔ اور اسی بناء پر تخلقوا باخلاق اللہ مقولہ مشہور ہے۔

پس یہہ بات بحضور دل یاد رکھنی چاہیئے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کی بہت ساری صفات کا ظہور انسانوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہو تو پھر خدا تعالیٰ کی صفات پر ایمان ایک موہوم اور فرضی ہو جاتا ہے۔ اُس کا رسوخ اور تکمیل اُس مظہر کو دیکھہ کر ہوتی ہے۔

اور جوں جوں انسان ایمان میں بالغ اور کامل ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ سے اُسکا تعلق مضبوط ہوتا جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اُسکے قریب ہوتا جاتا ہے اور اُس کا قلب ایک آئینہ مصفا ہو جاتا ہے جس میں تمام مرضیات الٰہیہ بصفائے تام عکسی طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ اور پھر وہ عبد مومن کہلا کر اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُس کے قوے اور جوارح اللہ تعالےٰ کے قوے اور جوارح کہلاتے ہیں۔ اور یہہ کمال سلوک کا درجہ ہوتا ہے جبکہ بشریت کا تمام رنگ ربانی رنگ کے نیچے متواری ہو جاتا ہے۔ پس اُس حالت میں وہ خدا تعالےٰ کی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں اقتداری معجزات ظہور پاتے ہیں۔ اور یہی وہ درجہ ہے جو **صوفی ازم** کی اصطلاح میں **لقا** کہلاتا ہے

الغرض یہہ بات سمجھہ میں آجانی بہت آسان ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا اظہار دنیا میں اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ ہم اس مضمون میں **عبدالرحمٰن** کی حقیقت بتلانا چاہتے ہیں۔

اسلئے قرآن کریم پر غور کرتے ہیں کہ وہ عبدالرحمٰن کی کیا تعریف کرتا ہے۔

عبدالرحمٰن

عباد الرحمٰن کی تعریف قرآن کریم نے سورہ الفرقان کے آخر میں منکران رحمٰن کا جواب دیتے وقت جو بیان فرمائی ہے پہلے اُسکو درج کرتے ہیں۔

توضیح مطلب کی خاطر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ہم اس مقام سے درج کریں جہانکہ مخالفین الرحمٰن کی بابت اعتراض کرتے ہیں۔ کیونکہ عباد الرحمٰن کے ذکر سے اس موقع پر بجز اسکے اللہ تعالےٰ کی اور کوئی غرض نہیں معلوم ہوتی کہ وہ اُن کو بتلانا چاہتا ہے کہ اگر تم خلق السموات والارض وما فی السموات والارض پر غور کرکے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اور رحمٰن کی فلسفی نہیں سمجھہ سکتے تو پھر تم اپنے ہی ہم جنس بنی نوع انسان عبدالرحمٰن کو دیکھو۔ ہم اس تشریح کو اپنے موقع پر بیان کرینگے۔ اب قرآن شریف سے یہہ فقرہ درج کرتے ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واذا قیل لھم اسجدوا للرحمٰن قالوا وما الرحمٰن انسجد لما تامرنا وزادھم نفورا۔ تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا ۝

اور جب کافروں بیدینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تمہارا وجود اور اُسکی ضروریات بدون تمہارے عمل بلا تمہاری درخواست کے جس خدا نے بنائی ہیں اُسکی اطاعت کرو۔ تو وہ اُس نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے۔ جسکو سجدہ کرنے کا تو ہم کو حکم دیتا ہے (اُنکو بطور جواب کہدو) رحمٰن وہی مبارک ذات تو ہے جس نے آسمان بنایا۔ اور پھر آسمان میں برج بنائے پھر چاند اور سورج کو بنایا جو بلا تفریق مومن اور کافر کے ہر ایک کو اپنا فیض پہنچاتے ہیں۔ اُنکی روشنی سے ہر شخص فائدہ اُٹھاتا اور اپنی ضروریات کا بڑا حصہ اُن سے پاتا ہے۔ اور وہ رحمٰن وہی ہے

وھو الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا ۝

اور وہ رحمٰن وہ ذات ہے جس نے رات اور دن کو ہر ایک جیتی جان کے فائدہ کے لیئے بنایا (دن کو اپنی معیشت کے لئے کام کریں اور رات کو آرام کریں) جو ایک دوسرے کے بعد دَورہ کرتے رہتے ہیں تاکہ جو شخص طالب معرفت ہو وہ اُن دقایق حکمت سے فائدہ اُٹھاوے۔ اور جہل او غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے اور جو شکر نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ (**دن اور رات**) یہہ ایک جدا مضمون ہے کہ ان سے کیا فواید حاصل ہوتے ہیں؟ اور قرآن نے ان کو کس مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ جو انشاءاللہ کے عطائے توفیق پر کبھی لکھا جاویگا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

اور اگر اس سے بھی نہیں سمجھہ سکتے تو دیکھو ہم اپنے مظہر بتلاتے ہیں۔ اُنکو دیکھکر تم رحمٰن کی حقیقت سمجھہ سکتے ہو۔ وہ کون۔ عبادالرحمٰن!

عبدالرحمٰن کی پہلی صفت

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما ۝ اور رحمان کے حقیقی پرستاروں کو دیکھہ لو کہ وہ زمین پر بُردباری۔ اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سستی کی۔ اور جب جاہل اُنسے

سخت کلامی سے پیش آتے ہیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے اُن کا معاوضہ کرتے ہیں - یعنے تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں ۔

اس آیت میں **عبادالرحمٰن** کی صفت اول بیان کی گئی ہے - جسپر غور کرنا ضروری اور لازمی امر ہے ۔

اللہ تعالٰے بلا تفریق نیک و بد کافر و مومن کی ہر ایک ضروریات کا کفیل ہے - جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے ۔ دیکھو ایک دہریہ خدا کی ذات و صفات سے منکر - اُسکو گنگ اور کلام کرنے سے عاری سمجھنے والا برہمو - بالکل معطل اور بیکار ہستی سمجھنے والا آریہ - اور ایک ضعیف اور عاجز انسان کو خدا ماننے والا عیسائی - اور رب النوع ماننے والا مشرک اور اُسکو کامل - اکمل - قادر مطلق - تمام صفات حمیدہ سے موصوف اور تمام صفات ناقصہ سے منزہ ماننے والا مسلمان ہر ایک اپنی ضروریات کو جو لوازم زندگی کہلاتے ہیں بلا تفاوت مُہیا پاتا ہے - ہوا ہے تو سب کے لئے برابر - پانی ہے تو سب کے واسطے یکساں - آفتاب و ماہتاب اور اور اجرام سماوی و اجسام ارضی اگر مسخر ہیں تو سب کے لئے - ٹھیک اسیطرح وہ عبد مومن جو عبد رحمٰن کا خطاب پاتا ہے - اس ارض اللہ پر سکینت کی چال چلتا ہے - تمام اخلاق میں وہ کافر و مومن عالم و جاہل سے یکساں پیش آتا ہے ۔

اس ترکیب میں غور کرنی چاہیئے کہ یہاں کیا تعلیم دینا مقصود ہے ؟ اور عباد کی طرف نسبت کرنیسے کیا غرض ملحوظ ہے ؟ اسمیں اوّلاً تو اُس رحمانیت کی صفت کا ثبوت مقصود ہے جس سے بیدین منکر ہیں - اور جو انسان کے حسن عمل سے الگ ہے - اور جو خدا تعالیٰ کے ذاتی فضل کی بنا پر قایم ہے - ثانیاً یہ بتلانا مد نظر ہے کہ عبدالرحمٰن ہونیکے لئے ضروری ہے کہ اُسمیں عام ہمدردی بنی نوع انسان بلکہ کل جیتی جان کے لئے ایک ایسا جوش ہو جو کسی تحریک پر مبنی نہو ۔

ان الفاظ کی ترکیب بتلاتی ہے کہ اعمال اور افعال ہی پر فضل و غضب کی بنا نہو - اگر اعمال ہی غضب اور فضل کو کھینچتے تو غور کرو کہ کیا اس دنیا کی خوبصورتی ظاہر ہو سکتی ؟ ایک بچہ جو ابھی عمل کرنیکی طاقت ہی نہیں رکھتا وہ کیونکر پرورش پا سکتا - اور انسانی زندگی کا مدار جن چیزوں پر ہے وہ کہانسے اور کیونکر بہم پہنچ سکتیں ؟ اور خطاکار اور بیباک انسان کیونکر زندہ رہ سکتے ؟ حیوانات کیوں کر ہو سکتے ؟ غرض جیتی جان کی تکمیل کے لئے اس صفت کا ہونا ضروری ہے - رحم بلا مبادلہ یا رحم بلا معاوضہ جو لکھا جاتا ہے - وہ یہی رحمانیت کی صفت ہے ۔

پس مقدم یہ ہے کہ انسان ایک دوسرے سے مکافات اور جزا کے ہی طور پر نیکی نکرے - بلکہ اُس جوش اور ہمدردی سے بھی کرے جو رحمانیت کی صفت کا منشا ہے - اُسی وقت وہ **عبدالرحمٰن** کہلانے کا مستحق ہوگا - کیونکہ اگر مکافات کے طور پر نیکی کی جاوے تو نیکی کرنے والا - یا عارضی طور پر اُس نیکی کو دیکھنے والا اُسکی کچھ قدر سمجھے تو سمجھے - لیکن جس کے ساتھ نیکی کی گئی ہے وہ اُسکا مداح اور ثنا خواں نہیں ہو سکتا ۔ پس جیسے ہم خدا تعالٰے سے اپنی ضروریات کو ضرورت پیدا ہونے سے پیشتر اُسے بدون سوال یا بدون کسی عمل حسنہ کے پاتے ہیں - اُسی طرح چاہیئے کہ ہمارا سلوک بنی نوع انسان یا ہر ایک جیتی جان سے بصورت سوال ہی نہو - بلکہ خود اُن کی احتیاجوں کو دیکھکر اُن تمام امور میں اپنی سچی ہمدردی اور بیغرضانہ جوش سے خالصاً للہ ایک دوسرے کی مدد کرے ۔

عبادالرحمٰن میں اللہ تعالٰے عباد کو رحمٰن کی طرف مضاف کر کے دکھانا چاہتا ہے کہ وہ رحمٰن کی صنعت کا مظہر ہو جاویں - اور یہ اُسی حالتمیں ہو گا کہ جب پہلے مادہ تشا اور دوست و دشمن کی تفریق اُٹھا دی جاویگی ۔

کیا دنیا کی کوئی کتاب بجز قرآن ایسی عظیم الشان تعلیم پیش کر سکتی ہے ؟ ہرگز نہیں!!

ہم نے غور کیا کہ یہاں پر **انکساری** اور بُردباری کو مقدم کیوں کیا ہے ؟ - حالانکہ دوسری صفات بھی تو اُسکے ساتھ آتی ہیں ۔

تو معلوم ہوا کہ انکساری ایک ایسی چیز ہے جو دوست اور دشمن کی تمیز کو اُٹھا دیتی ہے - اور یہ ایمان کی پہلی سیڑھی ہے کیونکہ جب انسان خدا تعالیٰ کو واجب الوجود اور معبود ہستی مان لیتا ہے تو اُسکے بالمقابل اپنے آپکو ایک عبد ضعیف ماننا اُسے لازم ہو جاتا ہے ۔

(باقی دوسرے نمبر میں)

حکمت جواہرات سے بہتر ہے (سلیمان)

دنیا اور اوسکی لذات کی گہری فلاسفی یہی ہے کہ وہ پھر پھر کر آتی ہیں اور اونمیں کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی بلکہ یوماً فیوماً اون کو حظ حاصل کرنیوالی طاقتیں کمزور ہوتی جاتی ہیں اور اصلی ذریعہ کی خوبی کم ہو رہی ہے - ہاں روحانی دنیا کی لذات ایسی ہیں کہ ہر آن نئی اور اونکا لطف اور سرور ہر وقت پہلے سے متغایر اور بڑھ کر ہے پس مبارک ہے وہ انسان جو روحانی لذات کا شیدا بنتا ہے

(حضرت مسیح موعود کی ایک تقریر کا خلاصہ)

تقویٰ کی بابت کسی انسان کا دعویٰ کارآمد نہیں ہو سکتا - تقویٰ کا تعلق دل سے ہے اور دل اور اوسکی باریک در باریک تہوں کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے پس اللہ تعالیٰ ہی متقی کو جانتا ہے جسکے ساتھ نشانات اتقا نہوں اوسکا دعویٰ کیا فایدہ پہونچا سکتا ہے (ایضاً)

حیوان مرتا ہے تو اوسکے جسم اور اجزا سے بہت سی چیزیں بنتی ہیں مگر انسان مرتا ہے تو اوسکا جسم وغیرہ کام نہیں دے سکتا پس ضروری ہے کہ ؎

خیرے کن اے فلاں غنیمت شمار عمر
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

(ایک مہاتما)

انسان کا ہر عضو قیمتی ہے اور اوس سے نہایت مفید کام نکل سکتے ہیں بشرطیکہ انسان اُن سے کام لینا چاہے

احمق کا دل منہ میں ہوتا ہے اور دانشمند کی زبان دل میں (پرانی ضرب المثل)

دنیا میں بے وارث جانا بھی نامرادی ہے ہماری آرزو یہی ہے کہ ہماری جماعت روحانی ترقی کرے کیونکہ صرف مال و زر اور اولاد ہی زندہ یادگار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باقیات الصلحت کچھ اور ہے (کلام امام الزمان)

انسان کو لازم ہے کہ خدا تعالیٰ سے بصیرت چاہے جو سوراخ کر کے آگے کو گذرنے والی ہوتی ہے (ایضاً)

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر ؛ نہ رہے کوئی لاولد مضطر ؛ اغنی ہے حق یہ ہے ہر بشر کی پسر ؛ لعل و دُرِ یتیم سے بڑھ کر

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار بشارت:- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسنادبشارت سے کماحقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جوفروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں حسب خواہش عام اشتہاری کام سے مرد میدان بن کر آئیں بشرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو بچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ بتائیں ؛

معیار صداقت:- باشرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لے کیا جاتا ہے اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوایا جاتا ہے۔ جس کا مہر ہی یقین نہ آوے۔ وہ مچلکہ لکھوائے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! امید دولت ہاتھ سے نہ جانے دو فضل خداداد کی منادی ہے۔ عام مبارکبادی ہے ؛

اس خادم الاطبا کو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولودہ و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو وہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر عہد دار خرچ دو چند دے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمدنی یکماہ علاوہ خرچ دوا دیگر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دیگر اقرار نامہ آمدنی دو ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) نمبر تصفیہ شدہ فیا بین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہو تو مچلکہ شرطیہ لکھا لیں۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرا دی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھا دی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو۔ مراد پانے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں۔ ۵ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ پشت ہے کہ جس کا پسر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائے جن مایوسوں نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمایئے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذاء و پرہیز ٹکٹ ملحقہ ڈبیہ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنٰی ہیں ؛

نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]
۱	جس کے اولاد نہو۔	[illegible]	۱۰	قولنج ددری۔	[illegible]	۱۹	لقوہ۔	[illegible]	۲۸	نل ٹرنا۔	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے۔	[illegible]	۱۱	سوزاک۔	[illegible]	۲۰	بھگندر۔	[illegible]	۲۹	طول و عرض و سختی و نامید	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو۔	[illegible]	۱۲	سرعت۔	[illegible]	۲۱	ناسور۔	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ۔	[illegible]
۴	جسکا حمل ۲-۸ ماہ گر جاوے۔	[illegible]	۱۳	جریان۔	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی۔	[illegible]	۳۱	نزلہ و زکام۔	[illegible]
۵	کمزوری۔	[illegible]	۱۴	غلط کاری۔	[illegible]	۲۳	ادبرنگ۔	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت۔	[illegible]
۶	مرگی۔	[illegible]	۱۵	کنٹھیہ۔	[illegible]	۲۴	ضیق النفس۔	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب۔	[illegible]
۷	تب دق۔	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ۔	[illegible]	۲۵	لیسہ۔	[illegible]	۳۴	بخار تجدید جو تپ لرزہ معدمانہ۔	[illegible]
۸	ضعف باہ۔	[illegible]	۱۷	ضعف بصر۔	[illegible]	۲۶	آتشک۔	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم	[illegible]
۹	ضعف جگر۔	[illegible]	۱۸	سبل۔	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن۔	[illegible]	۳۶	سرسام۔	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں ؛

ان سے بڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ میرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بڑی میری تحقیق میں مفید ہوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش - ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہیں - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شئے نہیں ہے - اس سے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہئیے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کیلئے میرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے - راقم ڈاکٹر ڈی ایم سالگلے صاحب بہادر ایم بی سی ایم - ایس سی یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

(۲) میں بڑی خوشی سے میرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے جس کا تجربہ اپنی ایک زیر علاج مساۃ [illegible] عمر [illegible] سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکور کی آنکھیں پلکوں میں خرخرے دانے نکلے ہوئے اور پڑوال پڑے ہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں ان میں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آ گیا تھا کہ سوئی میں دھاگہ بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان اشیاء کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اس نے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بصد تعظیم! شاید آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے میرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا - یعنی ایک دوکاندار مسمی [illegible] مل کی آنکھوں میں پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر پھولے ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے ایسی نادر دوا اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (میرے کی سرمہ) کے استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ میرے کا سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل عنایت فرماویں راقم ڈاکٹر نرائن سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکما اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر پیری صاحب اور کیلیپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہ ہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہوئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بصارت چشم میں ہے - اسکیواسطے سفید سرمہ بذریعہ قیمت طلب پارسل بھیج دیں -

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر فیض محمد خان صاحب مرحوم والی ملک ترکستان۔

[illegible] مارچ سنہ ۱۹۰[illegible]ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص میرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے - اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائنس بنک میں [illegible] مارچ سنہ ۱۹۰[illegible]ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا